بحث و نظر
سلسلہ نمبر ۴

مولانا سیف اللہ حقانی
رئیس دارالافتاء، دارالعلوم حقانیہ

اختلاف مطالع کا مبحث فقہ حنفی کی روشنی میں

نفس اختلاف مطالع میں تو کسی کا اختلاف اور نزاع نہیں ہے یعنی کبھی نہ کبھی دو شہروں میں اسقدر بعد ہوتا ہے کہ ایک شہر کا ہلال مثلاً جمعہ کی رات کو طلوع ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے شہر میں اس رات کو طلوع نہیں ہوتا ہے۔

ردالمحتار معروف بہ شامی میں ہے اعلم ان نفس اختلاف المطالع لا نزاع فیه بمعنی ان قدیکون بین البلاتین بعد بحیث یطلع هلال کذافی احدی البلدتین دون الاخری ۔(ترجمہ) جاننا چاہیے کہ نفس اختلاف مطالع پر اتفاق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اس معنی پر کہ کبھی کبھار دو شہروں میں اتنی دوری ہوتی ہے کہ کسی خاص رات میں ہلال و چاند ان دونوں شہروں میں سے ایک شہر میں طلوع ہوتا ہے جبکہ اس رات میں دوسرے شہر میں طلوع نہیں ہوتا ہے۔ ص ۱۰۵ ج ۲۔ بلکہ اختلاف اس میں ہے۔ کہ شرعاً مطالع کا اختلاف معتبر ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلہ میں بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مطالع کا اختلاف معتبر ہے۔ امام زیلعی اور صاحب الفیض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ اور شوافع بھی اسی کو صحیح کہہ رہے ہیں۔ جبکہ فقہ حنفی کی ظاہر روایت یہ ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اسی پر موالک وحنابلہ اور جمہور احناف رحمهم اللہ تعالیٰ نے اعتماد کیا ہے۔

ردالمحتار میں ہے۔ " و انما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انه هل یجب علی کل قومٍ اعتبار مطلعهم ولا یلزم احداً العمل بمطلع غیره ام لا یعتبر اختلافها بل یجب العمل بالا سبق حتی لو روئی فی المشرق لیلة الجمعة وفی المغرب لیلة السبت وجب علی اهل المغرب العمل بمارآه اهل المشرق فقیل

باالاول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعيه لان كل قوم مخاطبون بما عندهم كما فى اوقات الصلوة وايّده فى الدّرر بما مرمن عدم وجوب العشاء والوتر على فاقدو قتهما. وظاهر الرواية الثانى وهو المعتمد عندنا وعند المالكيه والحنابله لتعلق الخطاب عاماً بمطلق الروية فى حديث صوموالرويته" بخلاف اوقات الصلوات. ردالمحتار ص ۱۰۵ ج ۲۔

(ترجمہ) البتہ اختلاف مطالع کے اعتبار میں اختلاف ہے اس معنی پر کہ آیا ہر قوم پر خود ان کے مطلع کا اعتبار واجب ہے اور کسی پر بھی یہ لازم نہیں کہ وہ غیر کے مطلع پر عمل کرے۔ اور یا یہ کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ اسبق پر عمل واجب ہے۔ اس طور پر کہ اگر مشرق میں جمعہ کی رات کو چاند دیکھا گیا اور مغرب میں ہفتہ کی رات کو تو اهل مغرب پر اهل مشرق کی روایت کے مطابق عمل واجب ہو گا؟ تو بعض نے کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار کیا جاویگا۔ اور امام زیلعی اور صاحب الفیض کے نزدیک یہی معتبر ہے۔ اور یہی شوافع کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ہر قوم اپنے اپنے مطلع کی پابند ہے۔ جیسا کہ اوقات صلاۃ کے باب میں ہر قوم اپنے اپنے مطلع کی پابند ہے۔ اور صاحب دُرر نے اسکی تائید اس وجہ سے کی ہے کہ جو شخص عشاء اور وتر کا وقت نہ پاتا ہو تو اس پر عشاء اور وتر واجب نہ ہونگے۔ اور ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ مطالع کا اختلاف معتبر نہیں ہے۔ اور یہی موالک اور حنابلہ اور جمہور احناف کا معتمد قول ہے۔ کیونکہ حدیث صوموالرؤیتہ خطاب عام کا تعلق مطلق رؤیت کیساتھ ہے بخلاف اوقات نماز کے آچکا ہے۔ اور درمختار میں ہے۔ واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوى. بحر عن الخلاصة فيلزم اهل المشرق برء وية اهل المغرب اذاثبت عندهم روية اولئك بطريق موجب كمامر. وقال الزيلعي الاشبه انه يعتبر لكن قال الكمال الاخذ بظاهر الرويت احوط. ص ۱۰۵ ج ۲ (ترجمہ) ظاہر الروایہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو ہی اپنایا ہے اور اس ہی پر فتوی ہے۔ بحر بہ حوالہ خلاصہ۔ للہذا اہل مشرق پر اہل مغرب کی رؤیت کی وجہ سے صوم و فطر کے ہلال کا ثبوت لازم آتا ہے۔ جبکہ اہل

مشرق کے ہاں طریق موجب کہ ساتھ اہل مغرب کی رؤیت ثابت ہو جائے اور علامہ زیلعی فرما رہے ہیں کہ اشبہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جاویگا۔ لیکن علامہ کمال فرمارہے ہیں کہ احوط یہ ہے کہ ظاہر الروایہ پر عمل کیا جائے۔ اور فتح القدیر میں ص ۲۴۳ ج ۲ پر ہے واذا ثبت فی مصرلزم سائر الناس فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب فی ظاهر المذهب۔ و قیل یختلف با ختلاف المطالع لان السبب الشهر و انعقاده فی حق قوم للرؤیة لایستلزم انعقاده فی حق آخرین مع اخلتف المطالع و۔ صار کمالو زالت او غربت الشمس علی قوم دون آخرین وجب علی الاولین الظهرو المغرب دون اولئك۔

وجه الاول عموم الخطاب فی قوله صوموا معلقاً بمطلق الروية فی قوله لرويته وبروية قوم يصدق اسم الروية فيثبت ما تعلق به من عموم الحكم فيعم الوجوب۔ بخلاف الزوال والغروب فانه لم يثبت تعلق عموم الوجوب بمطلق مسماه فی خطاب من الشارع والله تعالیٰ اعلم۔ (ترجمہ) اورجب کسی شہر میں روزہ و فطر کے ہلال کا ثبوت متحقق ہو جائے تو پھر تمام دنیا کے مسلمانوں کے حق میں صوم و فطر کے ہلال کا ثبوت لازم آتا ہے۔ اس لئے ظاہر روایت کی رو سے اہل مغرب کی رؤیت کیوجہ سے اہل مشرق کے حق میں رمضان و عید کے چاند کا ثبوت لازم آتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کیوجہ سے روزہ اور عید میں ایک شہر کا دوسرے شہر سے اختلاف آسکتا ہے۔ کیونکہ سبب شہر یعنی مہینہ ہے اور شہر و مہینہ کا انعقاد جب رؤیۃ کی وجہ سے کسی ایک قوم کے حق میں آجائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اختلاف مطالع کے ہوتے ہوئے دوسری قوم کے حق میں بھی مہینہ کا انعقاد آجائے۔ جسطرح کہ جب ایک قوم کے ہاں زوال یا غروب شمس آتا ہے اور ان پر ظہر اور مغرب کی نماز فرض ٹھر جاتی ہے۔ مگر دوسری قوم پر جب تک زوال یا غروب شمس نہ آیا ہو تو ان پر ظہر اور مغرب کی نماز فرض نہ ہوگی۔ اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کیوجہ یہ ہے کہ حدیث ”صوموالرؤیتہ“ میں خطاب عام کا تعلق مطلق رویت سے آچکا ہے۔ اور کسی ایک قوم کی رویت پر اسم رویت صادق آتی ہے۔ لہذا رؤیت سے متعلق حکم عام ثابت ہو کر وجوب علی سبیل العموم متحقق آئیگا۔ بہ خلاف زوال

وغروب کے کیونکہ کسی بھی خطاب شارع میں وجوب عام کا تعلق انکے مطلق وعام مسمٰی سے نہ آچکا ہے۔ اور فتاوی ہندیہ میں ہے۔ ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاہر الروایة کذافی فتاوٰی قاضیخان وعلیه فتوی الفقیه ابی اللیث وبه یفتی شمس الائمة الحلوانی قال لو رای اهل مغرب هلال رمضان یحب الصوم علی اهل مشرق کذا فی الخلاصه ثم انما یلزم الصوم علی متاخری الرء ویة اذا ثبت عندهم رء ویة اولیك بطریق موجب۔ ص ۱۹۸/ ۱۹۹ ج ۱ (ترجمہ) فقہ حنفیہ کی ظاہر الروایۃ کی رو سے اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ فتاوی قاضیخان میں اسی طرح کہا گیا ہے اور فقیہ ابو اللیث اور شمس الائمہ الحلوانی اسی پر فتوی دیا کرتے اور شمس الائمہ الحلوانی فرمایا کرتے کہ جب اہل مغرب کو روزہ کا چاند نظر آئے تو اہل مشرق پر بھی روزہ واجب ہو گا جبکہ اہل مشرق کے ہاں اہل مغرب کے رؤیت شرعی ضابطہ کے مطابق ثابت ہو جائے۔ اور فتاوی قاضی خان علی ھامش الہندیہ میں ہے۔ ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاہر الرویة و کذا ذکر شمس الائمة الحلوانی رحمه الله تعالیٰ۔ ص ۱۹۸، ج ا (ترجمہ) مذہب حنفیہ کی ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور شمس الائمہ الحلوانی نے بھی یہی کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ واذا ثبت الهلال فی بلدة و مطلع قطر ها لزم سائر الناس فی ظاہر المذهب وعلیه الفتوی وهو قول اکثر المشائخ فیلزم قضاء یومٍ علی اهل بلدة صاموا تسعة و عشرین یوماً لعموم الخطاب "صو موا لرؤیته" وقیل یختلف ثبوته باختلاف المطالع واختاره صاحب التجرید وغیره کما اذا زالت الشمس عند قوم و غربت عند غیر هم فاالظهر علی الاولین لاالمغرب لعدم انعقاد السبب فی حقهم۔ (ترجمہ) اور جب کسی بلد اور کسی قطر و طرف کے مطلع میں چاند نظر آئے تو ظاہر مذہب کی بناء پر تمام مسلمانوں پر اسکے موجب پر عمل لازم ہو گا۔ اور اسی پر فتوی ہے اور اس پر اکثر مسائخ ہیں۔ لہذا جس شہر والوں نے ۲۹ روزے رکھ لئے ہوں ان پر ایک دن کے روزہ کا قضاء لازم ہو گا۔ اور یہ خطاب "صوموالرویۃ" کے عموم کی وجہ سے اور بعض ائمہ نے کہا ہے

کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے ثبوت ہلال کا اختلاف آتا ہے اور اسی کو صاحب تجرید وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔ جسطرح کہ جب ایک قوم کے ہاں سورج کا زوال اور دوسری قوم کے ہاں سورج کا غروب آجائے تو قوم اول پر ظہر تو واجب ہوگا مگر مغرب ان پر واجب نہ ہوگی کیونکہ مغرب کا سبب ان کے حق میں منعقد نہ ہو چکا ہے۔

اور الطحطاوی علی المراقی میں ہے قوله وَ مطلع قطر ها الاولى ان يقول واذا ثبت الهلال فی مطلع قطر الخ قوله لزم سائر الناس فی سائر اقطار الدنيا اذا ثبت عندهم الروية بطريق موجب كان يتحمّل اثنان الشهادة او يشهد اعلى حكم القاضی اويستفيض الخبر۔ بخلاف ما اذا اخبر ان اهل بلدة كذا راوه لانه حكاية ۔ قوله صو موا لرؤيته بدل من الخطاب فانه علق الصوم بمطلق الروية وهي حاصلة بروية قوم فيثبت عموم الحكم احتياطاً قوله واختاره صاحب التجريد۔ وهوا لا شبيه وان كان الاول اصح كذا فی السيد۔ ص ۵۴۱ (ترجمہ)

جب دنیا کے کسی ایک جانب کے مطلع میں ہلال کا ثبوت ہو جائے تو پھر تمام دنیا کے اقطار و جوانب کے مسلمانوں پر اسکے موجب پر عمل لازم ہوگا جبکہ ان کے ہاں طریق موجب کے ساتھ اس ایک قطر و جانب کی رؤیت ثابت ہو جائے اور طریقہ موجب یہ کہ دو معتبر گواہ شھادۃ کا تحمل کریں اور یا قاضی کے حکم پر گواہی دے دیں۔ اور یا خبر مستفیض حاصل ہو جائے اور اس خبر کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ فلاں کے شہر کے لوگوں کو چاند نظر آیا ہے۔ کیونکہ یہ صرف حکایت ہے۔ مصنف کا یہ قول "صوموالرؤیته" خطاب سے بدل ہے اس ارشاد گرامی میں صوم کو رؤیت عام سے معلق کر دیا ہے اور یہ رؤیت عامہ کسی ایک قوم کی رؤیت سے بھی متحقق ہوتا ہے۔ لٰہذا کسی ایک قوم کی رؤیت کی صورت میں بھی حکم عام احتیاطاً ثابت ہو کر رہے گا۔ اور صاحب التجرید نے جس قول کو اختیار کیا ہے وہ اشبہہ ہے اگرچہ قول اول اصح ہے۔ کذافی السید۔

ایک ضروری تنبیہ : یاد رہے کہ فقہاء احناف کا یہ اختلاف کے مطالع کا اختلاف معتبر ہے یا معتبر نہیں علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق یہ صرف رمضان اور عید الفطر کے بارے میں ہے۔ باقی رہا حج

اور قربانی تو انکے بارے میں مطالع کا اختلاف بالاتفاق معتبر ہے۔

ردالمحتار میں ہے۔یفهم من کلا مهم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع فیه معتبر فلا یلزمهم شئی لو ظهر انه روئی فی بلدة اُخری قبلهم بیوم وهل یقال کذالك فی حق الا صخیة لغیر الحجاج لم اره۔ والظاہر نعم لان اختلا ف المطالع انما لم یعتبر فی الصوم لتعلقه بمطلق الرویة وهذا بخلاف الاضحیة فالظاهر انها کا وقات الصلاة یلزم کل قوم العمل بما عندهم فتجزئی الا ضحیة فی الیوم الثانی عشر و ان کاعلی رویا غیر هم هو االثالث عشر والله اعلم .(ترجمہ) کتاب الحج میں فقہاء کرام کے کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ حج میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ لہٰذا اگر یہ ظاہر ہوا کہ کسی اور شہر میں حجاج سے ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا ہے تو اسکی وجہ سے ان پر کچھ بھی لازم نہ آئیگا۔ اور غیر حاجی کی قربانی میں بھی مطالع کا اختلاف معتبر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روزہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار اسلئے نہ کیا گیا ہے کہ روزے کا تعلق رؤیت عامہ سے ہے۔ جبکہ اضحیہ ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ اوقات نماز کی طرح اضحیہ میں بھی ہر قوم پر اپنے ہی مطلع پر عمل لازم ہے۔ لہٰذا بارھویں ذی الحج کو قربانی درست ہوگی۔ اگرچہ یہ بارھویں ذی الحج دوسرے شہر والوں کے نزدیک تیرھویں ذی الحج ہو۔ مگر ہمارے بعض اکابر رحمھم اللہ تعالیٰ نے حدیث لا نکتب ولا نحسب اور فقہاء کی عبارات کے عموم کیوجہ سے علامہ شامی کی تحقیق سے اختلاف کرتے ہوئے حج اور اضحیہ میں بھی مطالع کے اختلاف کو غیر معتبر ٹھہرایا ہے۔ امداد الفتاوی ص ۸ تا ۱۰۹ ج ۲ میں ہے۔

سوال (۱۶۴) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مدرسہ اشرفیہ راندیر کا ایک طالب علم رؤیت ہلال کی گواہی دور کی قبل عید الضحیٰ کے نامنظور رکھتا ہے۔ اور موافق ذہن اپنی کے اس پر دلیل عبارت شامی کی جو کہ ذیل میں لکھی گئی ہے پیش کرتا ہے تو یہ موافق شرع شریف کے ہے یا نہیں۔ یفهم من کلا مهم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع فیه معتبر فلا یلزمهم شئی لوظهر انه رئی فی بلدة اخریٰ قبلهم ۔ بیومٍ وهل یقال کذلك فی حق

الاضحیه لغیر الحجاج لم اراه والظاهر نعم اه مختصراً

الجواب ۔ قیاس تو مقتضی ہے اسکو کہ اختلاف مطالع معتبر ہو مگر حنفیہ نے بنا پر قول علیہ السلام لا نکتب ولا نحسب الحدیث اسکا اعتبار نہیں کیا کہ خالی حرج ورعایت قوائد ہیئت سے نہ تھا پس مقتضی حدیث مسطور کا یہ ہے کہ اختلاف مطالع مطلقا معتبر نہ ہو۔ نہ قبل وقوع عبادات نہ بعد وقوع عبادات، بلکہ ہر مقام کی رؤیت ہر مقام کیلئے کافی ہو جائے۔ چنانچہ قبل وقوع تو کہیں بھی اعتبار نہیں کیا گیا۔ ہاں بعض مواقع میں جیسے بعض بعض صور حج میں اس کا اعتبار کرنا بظاہر مفہوم ہوتا ہے مگر رائے ناقص میں وہ اعتبار اختلاف مطالع کا نہیں۔ لا طلاق الحدیث بلکہ عمل اس حدیث پر ہے الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والا ضحی یوم تضحون الحدیث او کما قال چنانچہ صاحب ہدایہ نے مسئلہ حج میں اسی کو دلیل ٹھرایا۔ حیث قال وفی الامر باالاعادة حرج اور علامہ شامیؒ نے ہر چند کہ بناء عدم قبول شہادت کے اعتبار اختلاف مطالع پر ٹھرائی ہے مگر اسکو کسی نے صراحتاً نقل نہیں فرمایا۔ بلکہ "یفهم من کلامهم" کہا جسکے معنی یہ ہے کہ انکے کلام سے یہ اعتبار متخرج ہوتا ہے تو اصل حنفیہ کے نزدیک کل جگہوں میں عدم اعتبار اختلاف مطالع ٹھرا۔ کما هو ظاہر من اطلاقاتهم اور استنباط علامہ شامی کا مسئلہ اضحیہ میں اسی بناء پر ہے کہ انھوں نے عدم قبول شہادت کو بعض مسائل حج میں مبنی بر اعتبار اختلاف مطالع ٹھرایا حالانکہ عند التامل یہ امر غیر صحیح ہے بلکہ بناء اس عدم قبول کی وہی حرج ہے پس جب بناء ہی صحیح نہیں تو مبنی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ کتب مذہب کے خلاف ہو پس صورت مسئولہ میں رد شہادت صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ ۶ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ ۱۳۰۵ھ (امداد ص ۱۸۶۔ ج ۱)

سوال (۱۶۵) کیا حدیث ابن عباسؓ سے جو ترمذی و بخاری میں مروی ہے۔ فقہا نے صرف اختلاف مطالع استنباط کیا ہے حدیث مذکور میں آنحضرت ﷺ کے الفاظ منقول نہیں۔ صرف ابن عباس نے کریبؓ کی شہادت کو جو شام سے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے قبول نہیں کیا۔ کیا استدلال کیا جا سکتا ہے کہ بوجہ اختلاف مطالع یا تنہا شہادت کی وجہ قبول نہیں کیا۔ جس فقہاء نے اختلاف مطالع کو معتبر نہ سمجھا (جیسا کہ در مختار و فتویٰ عالمگیری میں تحریر ہے) انھوں نے اس

حدیث پر عمل کس وجہ سے نہیں کیا۔اس حدیث پر بصراحت روشنی ڈالیے۔

الجواب۔ قائلین باعتبار اختلاف المطالع نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور حدیث اسکو محتمل ضرور ہے۔ لیکن نافین اعتبار اختلاف المطالع اسکا وہ جواب دے سکتے ہیں جو امام نوویؒ نے اس حدیث کے ذیل میں بعض شافعیہ سے نقل کیا ہے۔ وقال بعض اصحابنا تعم الرویة فی موضع جمیع اهل الارض فعلیٰ هذا نقول انما لم یعمل ابن عباس بخبر کریب لا نه شهادة فلا تبثت بواحد اور حدیث اسکو بھی محتمل ہے۔ فاذا جاء الا حتمال بطل الا ستدلال اسی طرح هکذا امرنا رسول الله ﷺ میں دونوں احتمال ہیں۔اس حالت میں امام نوویؒ کا اسکے بعد کہنا لکن ظاہر حدیث الخ خصم پر حجت نہیں ہو سکتا۔ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ (تتمہ خامسہ ص ۳۷۵)

ان فقہی روایات وحوالہ جات سے واضح ہوا کہ ظاہر روایت اور مفتی بہ قول کے مطابق اس کی گنجائش موجود ہے کہ تمام بلاد اسلامیہ کا رمضان اور عید الفطر متحد ہو جائیں اس طور پر کہ جب سعودیہ حفظہا اللہ تعالیٰ میں شرعی ضابطہ کے مطابق رمضان وعید کے چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے اور پھر یہ رؤیت شرعی اصول کے مطابق دوسرے ممالک اسلامیہ میں ثابت ہو جائے تو ان تمام ممالک اسلامیہ پر روزہ رکھنا اور عید کرنا ضروری ہوگی اور اسی طرح تمام اسلامی دنیا کا بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا روزہ اور عید ایک ہو جائے گی۔اب رہی یہ بات کہ وہ شرعی ضابطہ کیا ہے؟ جس سے ایک ملک اور ایک قاضی ومسلمان حاکم کے پاس صوم وفطر کے ہلال کا ثبوت آتا ہے۔اور وہ شرعی اصول کیا ہیں؟ جن سے ایک ملک اور ایک ناحیہ کی رؤیت دوسرے ملک اور دوسرے ناحیہ میں ثابت ہوتی ہے۔ تو ان سوالات کے تفصیلی جوابات کے لئے احسن الفتاوی جلد نمبر ۴ کا رسالہ "عیون الرجال لرؤیتہ الھلال" ملاحظہ کر لیا جاوے۔

مگر ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایک ملک اور جانب کی رؤیت کا دوسرے ملک اور جانب میں ثبوت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سعودیہ حفظہا اللہ تعالیٰ سے متعدد ٹیلیفون سے یہ معلوم کر لیا جاوے کہ وہاں رؤیت ہلال کا باقاعدہ ثبوت ہو چکا ہے۔ مگر اسمیں یہ شرط ہوگی کہ ٹیلیفون پر بات

(باقی ص ۹۱ پر)